سفر کراچی

(جولائی ۲۰۱۱ء)

کی

آخری نشست

صوفی مقبول احمد نقشبندی (مدظلہ)

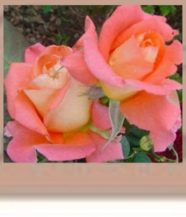

سفر کراچی جولائی ۲۰۱۱ء

کی

آخری نشست

گزارش

اس سال جولائی میں کراچی کا سفر محترم سید جہاں زیب ہاشمی صاحب زید مجدہم کی معیت میں ہوا کمر کے عارضہ کے بڑھ جانے سے صرف دو جگہ قیام رہا ۔سمن آباد، عزیزی شہریار سلمہ کے ہاں اور گلستان جوہر محترم اعجاز عثمان زید مجدہم کے ہاں۔

میں تو اب عوارض کی وجہ سے کہیں آ جا نہ سکا ، لیکن احباب میرے قیام کی جگہ ہی ملاقات کے لئے آتے رہے ۔ الحمدللہ ذکر کے حلقوں میں شرکت ہوتی رہی، کچھ ہلکی پھلکی بات چیت چلتی رہی ۔محترم ہاشمی صاحب ماشاءاللہ خوب ہمت سے مختلف جگہوں پر جاتے رہے۔ان کے لمبے لمبے بیان بھی ماشاء اللہ خوب

ہوئے۔ واپسی سے ایک شام قبل اعجاز عثمان کی خواہش ہوئی کہ میں ان کے ہاں اس سفر کا آخری بیان کروں۔ بیان کے لئے میری اندر سے آمادگی نہیں تھی کیونکہ میرا اندازہ تھا کہ اب لمبے لمبے بیان سننے ہی کو اصل کام سمجھ کر قناعت کی جارہی ہے، اور اس طریق سے جو اصل مقصود ہے کی دل کی کامل اصلاح، اس سے غفلت ہورہی ہے، کیونکہ عمومی طور ظاہری باطنی تبدیلی نہیں ہورہی ۔ اللہ پاک کی معرفت حاصل کرنے کا شوق نہیں ابھر رہا، جسکا ثمرہ اللہ العزت کی محبت کا دل میں جم جانا ہوتا ہے، جس کا نتیجہ شریعت مطہرہ کا کامل اتباع ہے۔یعنی شریعت مطہرہ کے ہر حکم پر عمل کرنے کے صادق داعیہ کا دل میں پیدا ہونا ، ہر قسم کی نافرمانی سے دل میں شدید نفرت اور

اس سے بچنے کا صادق جذبہ۔

اس کے لئے اصل مقصود جو اعمال ہیں، جس میں ذکر قلبی کی کثرت، اسکی طرف سے بے رغبتی ہو رہی ہے ۔ حالانکہ اکثر احباب اسکا نفع بھی دیکھ چکے، کہ دل میں استعداد بڑھتی ہے۔

اس بنا پر بیان کی بجائے چند بے ربط سی باتیں عرض کر دیں، جو ریکارڈ ہو گئیں۔ لیکن چونکہ ساؤنڈ سسٹم میں کچھ خرابی کی وجہ سے آواز بار بار ڈوبتی رہی، ریکارڈنگ واضح نہیں تھی۔ عزیزی شہریار نے ماشاء اللہ ہمت کر کے اسے تحریر کر لیا ہے۔ اللہ پاک اسے ہم سب کے لئے نافع بنا دے،

بندہ مقبول احمد عفی عنہ

میرے محترم بھائیو اور دینی بہنو

ہماری نشست سے مقصود بیان نہیں دل کی اصلاح ہے۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ آج کی نشست میں کوئی بیان مقصود نہیں ہے۔ اس سفر میں بیانات تو ہو گئے۔ آپ حضرات شرکت بھی فرماتے رہے۔ وہ تو اعجاز بھائی نے کل کہا کہ کچھ گفتگو کر لیں میں بھی بیٹھ گیا۔ ویسے بھی بیان ہمارے (یہاں مقصود نہیں) ہمارا جو مل بیٹھنا ہے اس سے مقصود (دل کی اصلاح ہے) اللہ یہ بات سمجھا دے کہ دل کی اصلاح کتنی ضروری ہے اور دل کی اصلاح کے بغیر کتنا نقصان ہے۔

جاننا مقصود نہیں عمل مقصود ہے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم

بھی سنا ہوگا نئی بات نہیں ہے بہت دفعہ یہ بات کہی جاچکی ہے اور سنتے رہتے ہیں، کہتے رہتے ہیں۔ مسئلہ کہنے سننے کا نہیں ہے۔ مسئلہ جاننے کا نہیں ہے۔ ہم میں سے ہر ایک بہت کچھ جانتا ہے۔ کیوں؟ اس زمانے میں جاننے کے ذرائع بہت زیادہ ہو گئے اتنے وسائل اور ذرائع اس زمانے میں میسر ہیں کبھی نہیں تھے۔ اتنا لٹریچر (کتابیں) اس وقت تک شائع ہوچکی ہیں کبھی نہیں ہوئی تھیں۔ ہر ایک کے لئے جو وسائل اس وقت پوری دنیا میں آسانی کے ساتھ میسر ہیں اب یہ اللہ پاک کا اس زمانے میں ایک ایجادات میں سے ایک چھوٹا سا آلہ یہ پڑا ہوا سامنے (یعنی ipad)۔ سب دنیا کی جہاں جہاں کی جو کتاب چاہو اس میں سے نکال لو جس کو جس کا شوق

ھوتا ہے وہ (وہ ویسا ہی اسے استعمال کرتا ہے) جہاں اس کا منفی استعمال زیادہ رائج ہو رہا ہے۔ تو (وہاں) مثبت بھی ہے۔ لوگوں نے بڑی محنتیں کی ہیں بڑی ویب سائٹس بن گئی ہیں دینی بھی۔

عربوں میں تصوف سے بیزاری کی وجوہات اور تصوف کی وجہ تسمیہ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب ملی۔ تصوف کے تعلق سے انہوں نے عربوں کو (سمجھایا ہے) "ربانیہ ولا رہبانیہ" کیونکہ عربوں کو کچھ اشکال زیادہ تھے بلکہ اعتراض تھے تصوف پر اور وجہ اس کی یہ تھی کہ غلط تصوف کو دیکھ کر اور جاہل صوفیوں کو دیکھ کر اور انکی غیر شرعی حرکات کو دیکھ دیکھ کر ایک سلیم الطبع کو نفرت ہونی

ہی چاہیے تھی اور رہوئی اور ہر زمانے میں یہ بات رہی یہ بات بھی (بتادوں) کہ اہل حق نے اس تصوف کو پھیلانے کی محنت فرمائی وہاں باطل نے اسے بگاڑنے کے لئے مقابلے کے اندر (محنت کی)۔ ایسے نہیں کہہ رہا تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں ہر زمانے میں ایسے (اللہ کے نیک) بندے رہے ہیں۔ بہت شروع کا زمانہ دیکھ لیں بلکہ اگر غور کیا جائے تو یہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے ہی سے ہے۔ گو لفظ تصوف کا بعد میں پڑا لیکن جو اس سے مقصود ہے (تزکیہ) وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے ہی سے ہے۔ اصطلاحیں ہر زمانے میں بدلتی رہتی ہیں۔ ایک زمانے میں آ کے یہ نام (تصوف پڑگیا) کہ تصوف جو ہے یہ صوف سے ہے، صفا سے ہے

ایک لمبی چوڑی بحث ہے۔ایک زمانہ ایسا بھی گزرا ہے کہ اہل تصوف صوف کا لباس پہنتے تھے۔صوف اون کو کہتے ہیں۔اس لئے صوفی مشہور ہو گئے۔ اب صوف کا لباس پہننے سے آدمی صوفی تو نہیں بنے گا۔ یہ اس زمانے میں کہتے تھے۔حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا جو زمانہ تھا چھٹی صدی ہجری کا ہے ان کے مواعظ موجود ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ صوف پہننے سے صوفی نہیں بن جاؤ گے۔اس کا مطلب ہے کہ اس وقت کچھ لوگ ایسے تھے جو صوفیانہ لباس پہن کر دعویٰ کرتے تھے کہ وہ صوفی ہیں (مگر) صوفی تھے نہیں۔اس لئے کہنا پڑا نا اپنے مجمع میں ان کو کہ صوف سے صوفی نہیں ہے جی۔جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ اور پہلے (کا ہے) کسی کے تعلق سے

پتہ چلا کہ الٹی سیدھی حرکتیں کرتا ہے خلاف شرع اور کہتا ہے میں بڑا پہنچا ہوا ہوں۔ اب یہ پہنچا ہوا کیا ہے۔ ایک لفظ ہے، ایک اصطلاح ہے اور عربی میں کہتے ہیں وَصَل اس کا معنٰی یہ بنتا ہے تو یہ کہا گیا کہ حضرتؒ ہے وہ خلاف شریعت اور کیا کہتا ہے کہ میں پہنچا ہوا ہوں تو آپؒ نے فرمایا کہ پہنچا تو ہوا ہے لیکن جہنم میں پہنچا ہوا ہے۔ اللہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ جو شریعت کے خلاف چلے گا اللہ کے احکامات کو چھوڑ کر (وہ اللہ تک کیسے پہنچ سکتا ہے؟)۔ یہ جملہ حضرتؒ کا (بتا رہا ہے کہ اس وقت بھی) جاہل صوفی تھے۔ ہر زمانے میں رہے ہیں۔ ابھی قریب کے زمانے میں عرب کے اندر بھی اس قسم کی چیزیں بہت تھیں۔ اب حضرت محمد بن عبدالوہابؒ نے ان جاہل صوفیوں کے

خلاف ذرا شدت کے ساتھ ایک تحریک شروع کی اب
ان کی اس تحریک کی شدت سے عام لوگ سمجھے کہ تصوف
سارا ہی غلط ہے۔ ان کی کتاب کے اندر یہ بات ملتی ہے
کہ ہم اصلی تصوف کی نفی نہیں کرر ہے لیکن کیونکہ غلط زیادہ
رواج پا گیا تھا۔ اس غلط تصوف کی نفی شدت سے کی۔
اب ذہن سازی ایسی ہوگئی کہ عرب کے اندر لفظ صوفی
(ایسا ہے) جیسے گالی ہوگئی۔ یعنی اس لفظ سے اتنی شدید
نفرت ہے۔ یہ علی میاں نے لکھا ہے مولانا سید ابوالحسن علی
ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ اس میں کوئی شک کی بات
نہیں۔ عربوں کے اندر اللہ نے ایسی استعداد رکھی ہے۔
جو گرتے گرتے بھی ان کے اندر ہیں ہے جو ہمارے اندر
دور دور تک نہیں۔ حقیقت ہے، عجیب بات ہے، کچھ

غلطیاں ان میں بھی ہونگی۔ ہر جگہ (ہوتی ہیں) ایک بات تو یہ ذہن میں رہے کہ ہر جگہ ہر علاقے میں کچھ لوگ اچھے ہوتے ہیں کچھ بہت اچھے ہوتے ہیں، کچھ برے ہوتے ہیں کچھ بہت برے ہوتے ہیں۔ یہ چار کیٹیگریز (Categories) ہر جگہ ملیں گی۔ پلس مائنس (Plus (Minus ہوگا۔ عرب آسانی سے کسی سے متاثر (خصوصًا) عجمیوں سے نہیں ہوتے۔ لیکن مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ پر سارا عرب بلکہ پورا عالم اسلام متفق تھا کہ یہ بہت بڑے عالم ہیں۔ محقق ہیں۔ سب آپ کی بات تسلیم کرتے تھے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اللہ نے ایسا مقام دیا ہے۔

اجزائے تصوف سے کسی کو انکار نہیں

ایک جگہ تو یہ بات لکھی ۔ اکابر کا سلوک و احسان میں حضرت شیخ الحدیثؒ کے خلیفہ ہیں صوفی اقبال صاحبؒ، (انہوں) نے اپنے حضرتؒ کی تعلیمات سے فائدہ اٹھا کر ایک خلاصہ لکھ دیا ہے۔ اس کا مقدمہ لکھا ہے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ آپؒ نے اس کو صراحت سے فرمایا ہے کہ تصوف اس وقت افراط و تفریط کا شکار ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر اجزائے تصوف کو الگ الگ بیان کیا جائے تو اسکی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ اس کے اجزاء کو سب تسلیم کرتے ہیں کسی کو (اس میں اختلاف نہیں) یہ بڑی حقیقت ہے لیکن وہ فرماتے ہیں کہ اس مجموعے کو یعنی ان مقاصد کو حاصل

کرنے کے جو وسائل اور ذرائع ہیں اس کے مجموعے کا ایک اصطلاحی نام صدیوں سے پڑ چکا ہے تصوف۔ اب جب لفظ تصوف کا آتا ہے تو بعضوں کی پیشانیوں پر بل پڑ جاتے ہیں۔ کیوں؟ وہ جو وجہ میں نے عرض کی کہ ان کے تجربات تلخ ہیں۔ غلط تصوف، غلط صوفی اور ساری جاہلیت کی رسمیں۔

نقل کے زیادہ رواج پانے کے سبب اصل کا انکار ناانصافی ہے

یہ بتائیں کہ اس وقت دنیا میں ایسی کون سی چیز ہے جس میں اصل کے ساتھ نقل نہ چل رہی ہو۔ ہمارے یہاں کے مطابق دو نمبر کہاں نہیں ہے؟ اب تو دو نمبر، تین نمبر، چار نمبر کہاں تک بات چلی گئی (ہے)۔ دو نمبر کا زیادہ

رواج پڑ جائے تو اصل کا انکار کردینا ناانصافی ہے نا؟۔(اصل) کم یاب ہو جائے ،نایاب ہوجائےتو اصل کا انکار(کردینا صحیح نہیں) تو اگر غلط تصوف زیادہ رواج پا چکا ہےتو (اصل تصوف کا) بالکل انکار کردینا ناانصافی ہے۔ فرماتے ہیں اب کیا کریں ؟ یہ نام پڑ چکا ہے، صدیوں سے پڑچکا ہے۔ اب چلو نہ کہوتصوف لیکن جو مقاصد ہیں ان کوتو حاصل کرو۔تو میں عرض یہ کررہا تھا کہ کتاب ''ربانیہ ولا رہبانیہ''تو مجھے اس کی تلاش تھی۔ اردو ترجمہ تو مل جاتا ہے یہاں پرلیکن جو اس کا عربی (مسوّدہ ہے)اس کا بہت کہا عرب میں بھی لکھا پھر ایک صاحب آئے کہنے لگے نیٹ پرمل جائے گی۔ میں یہ بتانا چاہ رہا تھا۔مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھ کرِ کلک (click)

کیا تو ان کی ساری کتابیں اس میں آ گئیں ۔ pdf کی form میں ذخیرہ مل گیا۔ چند لمحوں کے اندر سارا ذخیرہ میرے پاس آ گیا۔ موجود ہے میرے پاس۔ اسی ipad میں موجود ہے۔ بات یہ کر رہا تھا کہ اس وقت یہ بات چلی تھی نا کہ ذرائع اتنے آسان ہو گئے کہ بیٹھے بیٹھے یہیں پر ہی (کتاب مل گئی) اب اس کو لینے جاتا کتنا اسکا خرچہ ہوتا۔ ملتی نہ ملتی۔ ایک ہی فولڈر میں کر دیا۔ بات اتنی سی ہے کہ بیان کرنا ہمارا مقصود نہیں ہے۔ بیانات ہوتے بھی رہتے ہیں ۔کل ہی ہمارے محترم جناب سید جہانزیب ہاشمی صاحب نے بڑا لمبا بیان کیا۔ دو گھنٹے بات کی۔ بہت ہوتے ہیں بیان اور بات کوئی نئ بھی نہیں ۔ بات میں کرنے لگا تھا شروع ہی کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے

ایک ارشاد کو عرض کرنے لگا تھا اس پر یہ بات آگے چل پڑی تھی کہ جاننے کی کمی نہیں ہے۔ بیانات کی کمی نہیں ہے۔ کتابوں کی کمی نہیں ہے۔ مدارس اور مشائخ کی کمی نہیں ہے۔ ہر ایک اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر ٹٹولے کہ جو کچھ میں جانتا ہوں میرا کتنا اس پر عمل ہے؟۔ کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنے اندر جھانکیں اور خود فیصلہ کریں کہ میں کتنا کچھ جانتا ہوں اور میرا عمل کتنا ہے؟۔ ہر بہن (بھی یہ دیکھے) کیونکہ یہاں مستورات بھی ہیں۔ ہر ایک ،ہاتھ رکھنے سے مقصد نہیں کہ ہاتھ رکھ ہی لو۔ اندر (جھانکیں) میری بات سمجھ گئے نا کہ جھانکنے (سے کیا مراد ہے میں) کیا کہہ رہا ہوں عرض کیا کر رہا ہوں؟ آپ کے اندر میں نہیں جھانک سکتا۔

جواسیس القلوب

(ہاں یہ بات ہے کہ) اللہ پاک نے اپنے بعض بندوں کو یہ صلاحیت بھی دی مگر بہت کم اور کبھی کبھار، جن کو ''جواسیس القلوب'' کہتے ہیں، رہے ہیں، ابھی بھی ہیں جی بہت کم۔ یہ نادر ہیں۔ **النادر کاالمعدوم**۔ جو کبھی کبھار ہے وہ کیا ہے نہ ہونے کے برابر ہے۔ ایک اللہ پاک کا عادی نظام ہے ایک اللہ پاک کا عادت کے خلاف، یہ فعل (بھی) اللہ پاک کا ہے بندے کا نہیں ہے۔

ہالہ کے ایک بزرگ کا کشف

یہ ابھی آپ کے حیدرآباد کے قریب ہالہ جگہ ہے۔ ہمارے ایک ساتھی یہاں پر دو سال پہلے (تبلیغی) چلّے

کیلئے آئے ہوئے تھے۔ مجھے فون کیا کہ حضرت پتہ چلا
ہے کہ (یہاں) ایک بزرگ ہیں (ہم) ان کی زیارت
کیلئے گئے۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ اگر اجازت دو تو میں
کچھ بتا دوں؟ تو جناب میرا پورا (ایکسرے) کر دیا۔
بالکل صحیح خود تسلیم کر رہے ہیں۔ میرے اندر جو خامیاں
تھیں انھوں نے بالکل ایک ایک (بتا دیں) تو رہے ہیں
(ایسے لوگ) ابھی بھی ہیں۔ عمومی طور پر یہ بات (نہیں
ہے)۔ اس بات کو سن کر، (ایک اور جگہ) تذکرہ ہوا کسی
کو اس کا اشتیاق ہوا کہ میں بھی جاؤں ان کے یہاں، خیر
وہ بھی ایک بزرگ ہیں اس (واقعہ) کو سن کر انکو اشتیاق
ہوا کہ دیکھیں انہیں بھی۔ (ہالہ والے بزرگ نے ان
سے) صاف عرض کر دیا کہ حضرت یہ بات کبھی ہوتی ہے

کبھی نہیں ہوتی۔ کبھی اتنی صاف ہوتی ہے کہ ایک ایک چیز واضح نظر آتی ہے اور کبھی بالکل نہیں پتہ چلتا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا واقعہ

یہ ابھی کا واقعہ بتا رہا ہوں (پرانے واقعات میں) حضرت یعقوب علیہ السلام (کا واقعہ معروف ہے) حضرت یوسف علیہ السلام کو (ان کے بھائیوں نے) کنوئیں میں جا کر ڈال دیا۔ گھر کے قریب ہی تھے نا، جنگل میں ہی تھے نا کوئی زیادہ دور تو نہیں تھے نا؟ لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کو بالکل (پتہ نہیں چلا رو رو کر) کیا کر دیا بینائی گنوادی۔ مشہور ہے تفصیل میں نہیں جاتا۔ مصر چلے گئے بہت لمبا (قصہ ہے) پھر ایک وقت میں مصر سے حضرت یوسف علیہ السلام نے

اپنے بھائیوں کو اپنا کرتا دیا کہ لے جا کر میرے والد صاحب کی آنکھوں پر ڈال دو بینائی لوٹ آئے گی۔ (مصر سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا علاقہ بہت دور تھا مگر ابھی کرتا وہاں سے چلا ہی تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے)۔ مولانا رومؒ نے اشعار کے اندر اس کا تذکرہ کرکے فرمایا ہے۔ کسی نے پوچھا ان سے کہ اے بزرگ قریب ہی کنعان کے کنوئیں میں (حضرت یوسف علیہ السلام) پڑے تھے نظر نہیں آئے اور اب اتنی دور سے (یعنی مصر سے آپ کو ان کی خوشبو آگئی) تو فرمایا کبھی تو ہمیں عرش کی بھی خبر ہوتی ہے۔ کبھی پاؤں کے نیچے کا نہیں پتہ ہوتا۔ بندے کے بس میں نہیں ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر خطبہ دے رہے (تھے) اور حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت دشمن سے لڑنے کے لئے روانہ کیا ہوا تھا۔ مشہور واقعہ ہے (کہ دشمن پہاڑ کے پیچھے تھا آپؓ نے منبر سے دیکھا اور فرمایا) **یا ساریہ الجبل الجبل** دیکھو پہاڑ کی طرف تو سات سو میل دور سے دیکھ کر آواز لگائی اور ساریہؓ کو پتہ چل گیا، بچ گئے اور جب آپؓ کا قاتل زہر میں بجھا ہوا، زہر آلود خنجر لئے آپؓ کے پیچھے صف میں کھڑا آپؓ کو پتہ نہیں۔ یہ واقعات ہیں۔

خرق عادت (کشف، کرامات وغیرہ) انسان کے بس میں نہیں۔

یعنی یہ خرق عادت بھی بس میں نہیں ہے۔ جب اللہ چاہتے ہیں ہوتا ہے۔ جب نہیں چاہتے تو نہیں ہوتا۔ میں اپنے اندر دیکھ (سکتا ہوں) میرے اندر کو آپ نہیں دیکھ سکتے آپ کے اندر کو میں نہیں دیکھ سکتا لیکن میں اپنے اندر جھانک سکتا ہوں۔ ہر ایک اپنے اندر جھانک سکتا ہے۔ میرا کیا (مجھ سے نہیں چھپ سکتا) اپنے آپکو میں کیموفلاج (camouflage) کرلوں چھپالوں آپ کے سامنے بزرگی کی شکل کے اندر لیکن میں اپنے آپ سے چھپ نہیں سکتا تو بات جو میں نے کی تھی کہ ہر ایک اپنے اندر میں جھانکے اور خود اس کا فیصلہ کرلے کہ میں کتنا

کچھ جانتا ہوں اور عمل کتنا کرتا ہوں۔ ایک دفعہ ہم (جماعتوں میں نکلتے تھے اس وقت) مسجد کے قریب گشت کرر ہے تھے تو ایک دکان پر گئے اور نماز کی دعوت دی تو اس دوکاندار نے (جو نماز پڑھنے نہیں آتے تھے) کہا کہ مولوی صاحب کیا بتا رہے ہیں؟ ہمیں سب پتا ہے۔ یہ جملے عام ہیں تو مسئلہ میں نے عرض کیا جاننے کا نہیں ہے۔ بہت کچھ جانتے ہیں اور سنتے بھی رہتے ہیں پڑھتے بھی رہتے ہیں۔ (ابتدائے مجلس میں) اس طرح یہ بات چلی تھی کہ ہماری ان مجالس سے مقصود بیان نہیں ہیں۔

حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عمل کی تاکید

حضرت عبدالقادر جیلانی ؒ کی مجالس جہاں محفوظ کی گئی

ہیں۔ آپؒ نے یہ بات فرمائی کہ میں اس لئے یہ بیان نہیں کر رہا کہ آپ آئیں اور سنیں اس کے بعد کہیں واہ واہ خوب کہا۔ میں تو اس لئے یہ کہہ رہا ہوں کہ اس پر عمل کرو اور آپ کو عمل کرتا دیکھ کر میں خوشی سے کہوں کہ واہ واہ خوب کیا۔ بات کہنے کی نہیں ہے۔ بات سننے کی نہیں ہے۔تو اس تصوف سے (مقصود) دل کی اصلاح ہے ، کی بات چلی تھی اس تصوف سے اگر چڑ ہے تو ،نہ کہو ،یہاں تو نہیں ہے الحمدللہ لیکن اگر ہے تو نہ کہو لیکن جو اس سے مقصود ہے دل کی اصلاح وہ تو (کراؤ)۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دل کی اصلاح کے متعلق ارشاد

میں نے عرض کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا

ارشاد جس میں فرمایا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جس کا
مفہوم ہے کہ انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے،
لوتھڑا ہے اگر اس کی اصلاح ہوگئی تو پورے جسم کی اصلاح
ہوگئی اور اس میں بگاڑ آ گیا تو پورے جسم میں بگاڑ آ گیا
پھر اس کو صراحت سے فرمادیا کہ وہ ٹکڑا کیا ہے کہ وہ لوتھڑا
کیا ہے جان لو کہ کیا ہے؟ دل ہے۔ پہلے عرض کیا تھا نا
بیٹھتے ہی کہ ہمارا ان مجالس سے مقصود کیا ہے دل کی
اصلاح۔ کیونکہ دل کی اصلاح سے کیا ہوگا جہاں اللہ
والے محنت فرما رہے ہیں وہ یہ بات سمجھانے کی پوری
کوشش کر رہے ہیں کہ دل کی اصلاح سے مقصود کیا ہے۔
انسان دل کے اندر کی اس ارادی قوت کے تابع ہے۔ جو
محرک ہے وہ انسان کے اس دل کے اندر ایک قوت اللہ

نے رکھی ہے ارادے کی۔ یہاں دل سے مراد وہ ہے۔قوت ارادی کی اصلاح ہوگئی یعنی منفی جذبات کی (توپھر) کام بن گیا۔

دل کی دو پوشیدہ قوتیں

ہر دل کے اندر دو قوتیں اللہ نے رکھی ہیں **فالھمھا فجورھا و تقوھا** اللہ فرماتے ہیں تو فجور بھی رکھا ہے تقویٰ بھی رکھا ہے۔فرشتے میں فجور نہیں ہے۔ اس میں منفی جذبات نہیں ہیں منفی قوت نہیں ہے۔انسان میں جو دو قوتیں رکھی ہیں اس کی حکمت ہے حکمت بالغہ ہے۔ حکمت سے خالی نہیں ہے۔کبھی منفی جذبات ابھرتے ہیں کبھی مثبت ابھرتے ہیں۔ ان دونوں میں جنگ رہتی ہے۔کل فرمارہے تھے نا ہمارے ہاشمی صاحب بھی یہ ہر

وقت ہر ایک کے ساتھ ہے۔تو دل کی اصلاح کیا ہے۔ منفی جذبات پر قابو پانا آجائے۔ اس منفی جذبات کو نفسانیت کہہ لیں اس کو شیطانیت کہہ لو۔ ہے ہر ایک کے ساتھ۔

ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہے

ایک واقعہ کا مفہوم ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف لائے امہات المومنین میں سے اور تھوڑی دیر میں اٹھ کر چلے گئے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لاڈلی تھیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اور باری بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم (کی ان کے یہاں) ہی کی تھی پریشان ہو گئیں۔ جب محبت ہوتی ہے (تو ایسا ہوتا ہے)

کچھ کہا نہیں۔ اٹھکر چلے گئے۔ تو (سوچ سوچ کر
)اضطراب کی حالت میں جہاں محبت ہوتی ہے (وہاں
ایسا ہو جاتا ہے انہوں نے دل میں خیال کیا) پتہ نہیں کسی
اور کی طرف چلے گئے ،کیوں گئے؟ عجیب سی حالت
(تھی)۔فرماتی ہیں اضطراب کے اندر الٹی سیدھی حرکتیں
کرنے لگیں۔ اضطراب میں بندے کو پتہ نہیں چلتا کہ کیا
ہو رہا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم واپس تشریف لے
آئے اسی اضطراب میں الٹی سیدھی حرکتیں (آپؓ سے
سرزد ہو رہی تھیں) پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم
نے کہ عائشہ تجھ کو یہ شک ہوا، کہ میں کسی اور بیوی کے ہاں
گیا تھا؟حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم انصاف فرمانے
والے،کبھی ہو نہیں سکتا(کہ آپ ﷺ انصاف نہ

فرمائیں) ۔ دیکھو یہ محبت کی بات ہے۔ فرماتے ہیں
تو نے یہ سوچا۔ میں اس لئے گیا کہ (اس وقت) تیرے
پاس تیرا شیطان تھا۔ (آپؓ نے) تعجب سے پوچھا
میرا شیطان؟ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہر
انسان کے ساتھ ایک شیطان ہے۔ ہر انسان کے ساتھ
کیا ہے؟ ایک شیطان ہے۔ (آپؓ نے) ادب سے
پوچھا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ بھی؟ (آپ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے) فرمایا ہاں لیکن میرے شیطان
کو اللہ نے مسلمان کر دیا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ
وسلم (فرما رہے ہیں) جس کا مفہوم عرض کیا۔ تو میں
عرض یہ کر رہا تھا کہ (قرآن میں) فرمایا جس کا مفہوم ہے
کہ تقوی بھی رکھا ہے اور فجور بھی ۔ یہ انہونی چیز نہیں۔ متقی

جذبہ ابھرتا ہے اور نیک خواہشات بھی ابھرتی ہیں۔

انسان کے اندر سے منفی جذبات ختم نہیں ہوسکتے

یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ آدمی کتنا متقی اور پرہیزگار بن جائے، کتنا وہ اپنے نفس کا تزکیہ کرلے اپنے قلب کا تصفیہ کرلے اب اس کے اندر یہ منفی جذبات نہ رہیں، یہ نہیں ہوسکتا فرشتہ نہیں بن سکتا۔ پھر بھی یہ ابھریں گے۔ لیکن اللہ پاک (نے) اس تصفیہ کی برکت سے اس کے اندر ایسی روحانی قوت دے دی ہوتی ہے کہ اس منفی جذبے کو ابھرتے ہی دبا دیتا ہے۔ (یاد رکھیں کہ) نفس مرے گا نہیں (اس سے احتیاط اور اس کی نگرانی) ضروری ہے۔ موقع کی تاک میں رہتا ہے پھر یہ کہ اللہ (اس کی دشمنی کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے) اور اسی طریقے سے

(اگر) انسان نا فرمان ہو جائے اور گناہوں میں لت پت ہو کر خیر کی استعداد ظاہری طور پر بالکل کھو بیٹھے، کوئی رمق نظر نہ آئے۔ اس کے اندر بھی تقویٰ کی قوت رہے گی ۔ ہے مگر اتنی کمزور ہے کہ شر کی قوت اتنی غالب ہو گئ۔ خلاصہ یہ ہے کہ تصوف کے ذریعے سے جو حاصل مقصود رہا ہے (وہ ہے دل کی اصلاح) صوفی صفا سے ہے۔ دل کی صفائی سے ہے وہ صرف صوف سے نہیں ہے صوف پہنا تو کیا۔ اس وقت بھی صوفیاء نے اس کی اصلاح کی تھی کہ صوف سے صوفی نہیں بنے گا۔ تو صوفی کون ہے؟ غلط صوفیوں نے اتنا زیادہ سر اٹھایا ہوا ہے کہ صوفی کا لفظ نفرت کی علامت بن گیا ہے۔ (صوفی وہ ہے) جس نے منفی جذبات پر قابو کیا ہے۔ اور نیکی کی جو قوت ہے اس کو

اعلیٰ درجے پر حاصل کرلیا ہے۔یعنی شریعت مطہرہ پر چلنے
کیلئے جوصفات ہیں جوقوت ہے وہ حاصل کرلی ہے، جو
منفی قوت ہے جواس کوروکنے والی ہے ان کا اس نے کیا
کرلیا ہے؟ ازالہ کر لیا ہے۔ ازالے کے بعد
پھر۔۔۔۔۔۔۔۔باقی رسمی بیعت تو آج بہت ہے عام
جی ، لیکن حقیقت عرض کر رہا ہوں
بیعت امورلازمہ میں سے نہیں ہے تربیت امورلازمہ
میں سے ہے۔
بیعت مقصودنہیں ہے بیعت امورلازمہ میں سے نہیں ہے
۔تربیت امورلازمہ میں سے ہے۔حضرت تھانویؒ کے
یہاں آپ کی تعلیمات میں کتابوں میں صاف لکھا ہے
بعض (اصحاب نے)حضرتؒ سے رابطہ رکھا اورتربیت

کرائی۔حضرتؒ نے انہیں خلافت دی۔انھوں نے عرض کیا کہ حضرتؒ ہم تو آپ سے بیعت نہیں تو آپؒ نے فرمایا لو اب کرلیتا ہوں۔تربیت کا تعلق رکھا ایک زمانے تک رکھا تعلیم حاصل کی لیکن بیعت نہیں کی اور وہ صفات حاصل کرلیں وہ استعداد حاصل کرلی ، وہ قوت حاصل کرلی کہ اب رہنمائی کرسکیں اس لئے اجازت دے دی۔ (ایسی)استعداد آجاتی ہے کہ اب اس کو دیکھ کر (چونکہ)اس کے اندر کی روحانی قوت اتنی بڑھ گئی ہے کہ اس سے دوسروں کے اندر بھی تقویٰ (آجائے تو ایسی قوت) حاصل کرلی مگر بیعت نہیں کی میں عرض اس لئے کررہا ہوں کہ آج رسمی بیعت کا رواج عام ہے کیوں جی۔ پیر پکڑنا ہے۔ ایک صاحب آئے اچھے خاصے

پڑھے لکھے تھے ہمارے ایک ساتھی ایم بی اے میں ان کے ساتھ پڑھ رہے تھے ایک پڑھا بھی رہے تھے۔ تو ان ہی کے شاگرد۔ ان سے میرا پتہ چلا۔ ان کے ساتھ کوئی تذکرہ ہوا تو (میرے پاس آئے اور) مجھے کہنے لگے کہ جی میں بیعت ہونے کے لئے آیا ہوں (میں نے پوچھا) کیوں بیعت ہونا چاہتے ہو؟۔ تو بھئی مجھے کوئی فوج تو نہیں بھرتی کرنی ہے۔ آج میں بیعت کی بات اس لئے کر بیٹھا ہوں کبھی میرے بیانات میں کسی نے بیعت کا تذکرہ سنا جو لوگ پہلے سے آنے والے ہیں کبھی بھی نہیں کیا۔ نہ دعوت دی کبھی۔ یہ حضرتؒ نے سمجھا رکھا ہے کہ طریق بتاؤ ہم نہیں چاہتے کہ ہم سے اصلاح ضرور کراؤ۔ جہاں آپ کا دل جم جائے۔ پوچھا کہ بھئی کیوں

بیعت ہونا چاہتے ہو تو کہنے لگے کہ جی میں نے سنا ہے کہ بس پیر پھڑ لو پھر وہ جانے اور اللہ جانے، تمھارا کام بن جائے گا۔ بعض اوقات (اس سے متاثر ہو کر) اچھے بھلے لوگ بھی اسی چیز کو ذہن میں لئے ہوتے ہیں کہ کام بن جائے گا۔

حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت سے متعلق ارشادات

شاہ عبدالقادر رائپوریؒ سفر میں تھے اسی طرح اصلاحی مجالس چل رہی تھیں۔ ایک صاحب کا تعارف کرایا گیا کہ حضرت یہ آپکے فلاں جاننے والے ہیں نا، ان کے بھیجے ہوئے ہیں حضرتؒ کسی کام میں مشغول تھے التفات نہیں کیا پھر عرض کیا کہ فلاں ہیں فلاں کے بھیجے

ہوئے ہیں حضرتؒ پھر بھی بات میں لگے رہے حضرات کی
بعض اہم بات اور ترجیحات ہوتی ہیں پھر کہا تو حضرت
نے فرمایا خفگی سے، کہ میرے پاس کوئی ایسی پڑیا نہیں ہے
بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ پڑیا کھالیں گے اور کام بن
جائے گا یا میرے پاس کوئی پمپ نہیں ہے چلتے چلتے بھر
دوں یعنی اس میں اصلاح کیلئے ہمیں کچھ کام کرنا پڑے
گا۔ یہ جتنے ذکر بتائے جاتے ہیں۔ ہر ایک جو بیعت ہوتا
ہے اس کو کچھ بتایا جاتا ہے اس سے مقصود (دل کی اصلاح
ہے) یہ ذکر مقصود نہیں ہے۔ ذکر سے کچھ مقصود ہے کچھ
حاصل کرنا ہے جو ہمیں ہر گناہ سے روک دے۔ ہر
اطاعت کی رغبت ہو۔ حضرت رائپوریؒ سے کسی نے عرض
کیا تو حضرتؒ نے ایسی بات کی کہ بغیر طلب کے بات

بنتی نہیں ۔عجیب بات ہے۔ کہتے ہیں پیراں نمی پرند مریداں پراند، پیرنہیں اڑتا مرید اڑاتے ہیں۔عرض کی کہ حضرت بچہ سویا ہوا ہوتو ماں خود اس کی طلب کے بغیر اس کے منہ میں دودھی (پستان) ڈال دیتی ہے۔ایک تو بچہ روتا ہو لیکن بچہ سویا ہوا ہوتا ہے لیکن ماں کہتی ہے کہ اسے دودھ کی ضرورت ہے ۔ (اس کے روئے بغیر) اسکے منہ میں دودھی (پستان) ڈال دیتی ہے اور وہ پینا شروع کردیتا ہے اور اللہ والے تو بہت زیادہ شفیق ہوتے ہیں (تو وہ بغیر طلب کے لوگوں کو کیوں نہیں نوازتے) تو حضرتؒ نے فرمایا کہ ماں کے بس میں تو صرف اتنا ہی کام ہے کہ دودھی (پستان) بچے کے منہ میں ڈال دے بغیر طلب کے۔چوسنا تو اسی کو پڑے گا۔ہونٹوں سے زور

تو اسی کو لگانا پڑے گا اور بچہ ہی مرا ہوا ہو اسکے ہونٹ ہی کام نہ کرتے ہوں کیوں جی پی لے گا دودھ۔ (اصول) سمجھانے کا یہ ہے کہ آج لوگ اس سے توقع لگا لیتے ہیں ۔ ہر ایک نے اپنے ذہن میں (مختلف توقعات لگائی ہوئی ہیں) بیعت کے بعد۔

رذائل کے علاج سے بے رغبتی

ایک صاحب آئے کہنے لگے کہ گناہ کے تقاضے اتنے بڑھتے جا رہے ہیں کہ بے بس ہو گیا ہوں۔ میں نے کہا کہ شکر ہے آپ کو احساس ہے ورنہ تو احساس ہی نہیں آج لیکن آپ کو احساس ہے کہ گناہ کے تقاضے بڑھ رہے ہیں (تو علاج کے لئے ذکر کرنا ہوگا تو کہنے لگے) حضرت اتنی مشغولیت ہے کہ (اس کے لئے وقت ہی نہیں

ہے) اب بات کیسے بنے؟ ڈاکٹر صاحب کے پاس گئے
مرض مہلک ہے ڈاکٹر نے تشخیص کردی علاج کرانے کے
لئے فرصت نہیں۔ بتاؤ کیا ہوگا۔ ہمارا عام حال ہے یہ۔
اس لئے میرے بزرگو، دوستو اور میری دینی بہنو، اگر اس
راستے میں چلنا شروع کیا ہے۔ اللہ نے موقع دیا ہے کسی
کا تعلق قائم ہوگیا ہے۔ یہ (بھی ہے کہ کسی نے) تعلق توڑ
لیا ہے۔ ایک صاحب کا فون آیا کہ حضرت میرے
حالات ایسے ہیں کہ (میں یہ تعلق بیعت کا توڑنا چاہتا
ہوں) تو میں نے عرض کیا کہ بھئی ہم نے تو بلایا نہیں
تھا ہم نے آپ کو دعوت نہیں دی خوشی سے آئے اب بتاؤ
جب بیعت کی تھی کیا کیا تھا یہاں بھی بیعت دیکھی ہے نا
کیا کیا تھا (توبہ کی تھی نا) تو بیعت توڑنے کا مطلب؟

بیعت ہو یا نہ ہو لیکن اس طریق کے اندر ہمارا ذہن نفسانی جذبات سے پاک ہو جائے

اور طریق کسی ماہر کی نگرانی میں سیکھیں

ایک عام سی بات اکثر عرض کرتا ہوں کہ کسی ماہر کی نگرانی میں فن کو سیکھیں ۔ آسانی ہو جاتی ہے۔ اس نفس کے مکروں کو سمجھنا ایک فن ہے۔ نادانی سے نفس کے ہاتھوں ایسے (مجبور ہو جاتے ہیں) کہ جانتا بوجھتا ایسا مچلتا ہے کہ بے بس ہو جاتے ہیں۔ یہ نفس ایسا مچلتا ہے۔ ایسا مچلتا ہے۔ اللہ نفس کی دشمنی کو سمجھنے کی توفیق دے اور نفس کی پہچان دے۔ جی ہم نے اسے پہچانا نہیں ہے حقیقت ہے جس نے نفس کو پہچان لیا رب کو پہچان لیا اور جنہوں نے پہچان لیا ہے۔ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ (دعا فرماتے ہیں

کہ) اے اللہ ہمارے نفسوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔
جنہوں نے مجاہدے اور ریاضتیں پورا کرنے کے بعد اس
نفس کے خلاف قوت حاصل فرمالی۔ اس نفس کو اتنا بڑا
دشمن سمجھ رہے کہ اس کے لئے مدد کس سے مانگ رہے
ہیں؟ (یعنی اللہ سے) یہ ہیں نفس کو پہچاننے والے۔ ہم
نے نفس کو پہچانا ہی نہیں۔ یہ جو (بیعت کا) تعلق ہے یہ
صرف اس لئے نہیں ہے کہ ذکر بتا دیا کبھی کرلیا کبھی نہیں
کیا۔ (اس سے) زندگی بدلتی نہیں ہے۔ عادات بدلتی
نہیں ہیں۔ ایک دائرے کے اندر بند ہیں ہم
سارے۔ ترجیحات (مختلف ہیں)۔ کچھ چیزوں پر عمل
کرلیا اکثر کو چھوڑ دیا۔ چند بڑے گناہوں سے بچ گئے
بڑے بڑے، اور پتہ نہیں کتنوں میں پھنسے ہوئے ہیں ہر

ایک دیکھ لے اپنے اندر۔ تو میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ نے اگر ہمیں موقع عطا فرمادیا ہے۔ اس تعلق کو مضبوط کریں۔ مضبوط بنانے سے مقصود کیا ہے کہ بیعت ہوں یا نہ ہوں نفس پر قابو پانا سیکھ لیں۔ نفس کو قابو کرنا سیکھ لیں۔ یہ (ہم) سیکھ لیں اس کے لئے صحبت، رابطہ بہت ضروری ہے۔ ان مضبوط سینوں کی صحبت چاہئے جن کے سینوں کے اندر ایسی استعداد ہے جو اس فن کو پہچانتے ہیں۔ ان سے مربوط رہیں۔ تو بھائی دو چیزیں ہیں۔ حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے (۱) اطلاع (۲) اتباع کہ اپنے حالات کی اطلاع کرکے جو تجویز کرے اس پر (عمل کریں)۔ جو ڈاکٹر تجویز کرے پھر اس کی اس دوا کو استعمال کریں۔ شفاء اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ عادت اللہ

یہ ہے کہ اللہ شفاء عطا فرما دیں گے۔آج چونکہ اس سفر کی آخری مجلس ہے اسلئے چند باتیں میں نے عرض کردیں۔ کچھ یہیں کے (تعلق والے) ہیں کچھ اور بھی دوسری جگہوں سے آئے ہوئے ہیں۔ جہاں جس کا تعلق ہے۔ اس تعلق سے جو مقصود ہے یہ ہمارے ذہن میں رہنا چاہئے۔یعنی اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔ اپنے اندر دیکھتے رہنا چاہئے۔رہنمائی بھی حاصل کرنی چاہیے

آج ہر ایک کی ترجیحات مختلف ہیں

ہر ایک نے اپنی ترجیحات بنالیں۔ ایک صاحب جب آتے ہیں ملتے ہیں (کہتے ہیں)حضرت یہ بچہ بیمار ہے دعا کردیں۔کاروبار کے اندر مسئلے بہت بڑھ رہے ہیں۔ پتہ نہیں کسی نے بندش کردی ہے کچھ اس کے لئے

کردیں۔ کوئی کہتا ہے (مکان) خریدا ہے اے سی (Window Air conditioner) اتارا اس میں جنات کا بسیرا تھا، وہ میری بیوی پر سوار ہو گئے اور میری بیوی پتہ نہیں کیا کیا حرکات کررہی ہے۔ اس کا کچھ بتادیں۔ آج اللہ رحم فرمائے عامل بھی اس سے خوب (فائدہ اٹھارہے ہیں) نعوذباللہ۔ **لا یتحرك ذرۃً الا باذن اللہ** جس کا مفہوم ہے کہ حرکت نہیں کرتا کوئی ذرہ اللہ کے حکم کے بغیر۔ یہ ایک مقولہ ہے ۔ یہ جن یا سحر نعوذباللہ یہ کوئی اللہ سے بڑھ کر کوئی چیز ہو گئی۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ والوں سے دعا کرانے کا انکار نہیں ہے۔ اللہ والوں سے اپنے اندر اس روحانی استعداد کو لینا ہے۔ جو ہمیں اللہ کے تقرب پر

ابھارے ۔ اللہ کی ہر اطاعت پر ابھارے اس کی ہر
نافرمانی سے روکے نفس کے مکروں کو ہمارے سامنے
(کھولے) حق اور باطل کو (دکھائے) اسی لئے عرض کیا
جا رہا ہے کہ جہاں کہیں بھی ہمارا تعلق ہے مضبوط کر کے
اس کو سامنے رکھ کر چلیں گے تو انشاء اللہ اللہ اندر وہ قوت
اور ہمت عطا فرمائیں گے۔ اللہ ہم سب کے دلوں کی
کامل اصلاح فرمادے۔

اللہ رب العزت سے اصلاحِ دل کی دعا مستقل مانگیں

اللہ سے مستقل اس کو مانگتے رہیں کہ اللہ ہمارے دلوں کی
کامل اصلاح فرمادے دل بن جائے (سنور
جائے) صاف ہو جائے شفاف ہوجائے طبیعت کی
غلامی سے آزاد ہوجائے۔ خواہشات کی غلامی سے آزاد

ہوجائے،عادات کی غلامی سے آزاد ہوجائے، گندی فضاؤں کی غلامی سے آزاد ہوجائے۔ شیطان کی غلامی سے آزاد ہوجائے ایک اللہ کی غلامی میں آجائے۔ یہ شریعت جو کامل ہے مکمل ہے وہ ہمیں اتنی محبوب ہوجائے کہ اس کے ہر حکم پر عمل کرنے والے بن جائیں جو کرنے والے کام ہیں ان کو کرنے والے بن جائیں اور جس سے روکا گیا ہے اس سے رکنے والے بن جائیں۔ اس کیلئے بھی ہر ایک کو یہ ذکر قلبی جو سکھایا جاتا ہے کل بھی کیا تھا ویسے بھی کرتے رہتے ہیں۔

ذکر قلبی اللہ تک پہنچنے کا ایک شارٹ کٹ راستہ

یہ ایک شارٹ کٹ راستہ ہے ۔ ان مشغولیتوں کے زمانے کے اعتبار سے ایک مختصر سا راستہ ہے لیکن اس کو

صرف حلقے (کی حد تک محدود نہ رکھیں) ۔اس کو ہم اپنے روزانہ کے پروگراموں میں (شامل کرلیں) ہم دیکھ لیں کہ (ہماری زندگی کے) کتنے اوقات لایعنی میں گزرتے ہیں لیکن (اگر ذکر کا کہا جائے تو کہتے ہیں)میرے پاس فرصت نہیں ہے ذکر کرنے کی ۔اس لئے اس کے لئے وقت ضرور نکالیں ۔اس ذکر قلبی کی تاثیر ہے یہ خفیہ تعلق ہے (دل کا اللہ کے ساتھ)بغیر نام ونمود ونمائش کے،اس کو دل میں بسائیں (اسکی دل میں تکرار کریں)اور اللہ سے مانگیں جو اس سے مقصود ہے دل کے اندر وہ پاکیزگی وہ شفافت وہ قوت جو ہمیں حرام سے روک دے جو ہمیں حق کی پہچان کرادے تو بھائی اس تعلق کو اس بنیاد پر اور مضبوط کرکے کام کریں ۔اللہ ہم سب کو اس پر عمل کی

توفیق عطا فرمادے۔

مجلس کے اختتام میں ایک گزارش

بھئی آخری عرض یہ ہے اس دفعہ عمر پینسٹھ سال ہوگئی ربیع الثانی میں۔ (اب میں بوڑھا ہوگیا ہوں لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت آپ ابھی بوڑھے نہیں ہوئے)۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عمر مبارک کتنی تھی جی تریسٹھ سال۔ قمری تقویم سے تھی نا۔ عمر تو ہوگئی پوری۔ باقی یہ ہے کہ مستثنیات ہوتی ہیں exceptions ہوتی ہیں۔ اللہ بعضوں کو ذرا زیادہ عمر دیتے ہیں لیکن عام طور پر (اتنی ہی عمر ہوتی ہے) آج سو والا ملے گا کوئی، کتنے ملیں گے۔ کتنے پرسنٹ سو والے ہوں گے۔ اب اس بڑھاپے کے اندر ایک طبعی چیز ہے امراض، جو قویٰ کے

کمزور ہونے سے حملہ آور ہوتے ہیں۔ عرض کرنے کا
مقصد یہ ہے کہ اللہ کا شکر ہے ان کو (حاوی نہیں ہونے دیا
لیکن) سفر روک دیئے ہیں لیکن دوستوں کی کچھ ایسی
طلب تھی ان کی خواہش تھی کہ اللہ نے آسان کردیا بارہ
تیرہ دن گزر ہی گئے ہیں کچھ لوگ آتے رہے لیکن میں
پھر نہیں سکا (پہلے کی طرح) لیکن ہاشمی صاحب کو ساتھ
لایا تھا۔ ماشاء اللہ کہیں گئے ہوئے ہیں اس لئے وہ (جو
معمول تھا) اب نہیں ہے۔ اب پتہ نہیں کب آنا ہو اس
لئے کرسی پر نماز (پڑھ رہا ہوں) کمر کا عارضہ پرانا ہے۔
اب بڑھتا جا رہا ہے۔ لیکن میں ویسے عرض کر رہا ہوں یہ
حکایتاً (نہ کہ شکایتاً) ۔ اب پھرنا مشکل ہے۔ رابطہ یہاں
جیسے ہمارے (بھائی) اعجاز عثمان کے یہاں حلقہ ہوتا ہے

جمعے کے دن۔ بھائی شہر یار کے یہاں ہوتا ہے سمن آباد کے اندر اتوار کے دن ظہر کے بعد۔ ان حلقوں میں شرکت کریں گے (لیکن) اصل ذکر انفرادی ہے ہر ایک کا اپنا۔ باقی رابطہ رکھ سکتے ہیں اب الحمدللہ موبائل کے ذریعے سے، ای میل کے ذریعے سے جہاں جہاں بھی جس کا تعلق ہے رابطہ رکھے۔ یہ بڑی چیز ہے۔ حضرتؒ فرماتے تھے ہمارے کہ حدیث قدسی ہے جس کا ٹکڑا ہے کہ ”جب بندہ یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں“ تو روحانی معیت جو ہے (اللہ رب العزت کی اس کی) شرط کیا ہے ذکر۔ ذکر کرے گا سب اکھٹے ہو جائیں گے۔ تو تربیت تو، من اللہ ہے اور مربی حقیقی اللہ کی ذات ہے اور اللہ پاک اس مقصد کو سامنے رکھ کر (یہ توفیق دے) کہ

ہمیں اپنی اصلاح کرانی ہے۔اللہ ضرور فرمائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔دعا